40 سال میں پہلے آزادانہ انتخابات ہوئے تھے۔ ترک پارٹی نے "تحریک برائے حقوق و آزادی" کے نام سے ان میں حصّہ لیا اور اس نے کردزہالی کے علاقے سے 10 نشستیں جیت لیں۔ چار سوارکان پر مشتمل پارلیمنٹ میں پارٹی کے ارکان کی کل تعداد 23 ہے۔

کردزہالی کے بلغاری قوم پرست اب اس اندیشے میں مبتلا ہیں کہ موسم خزاں میں منعقد ہونے والے میونسپل انتخابات میں بھی ترک اپنی کامیابی کو دہرائیں گے۔ جس کے نتیجے میں بلغاروی میئروں کی جگہ ترک میئر لیں گے۔ ژرکوف کے زوال سے پہلے مقامی میئر اور کونسلر نامزد کیے جاتے تھے۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں کہ اس وقت یہ تمام مناصب نسلی ترکوں کے نہیں بلغاریوں کے حصّے میں آتے تھے۔ کردزہالی کی تحریک برائے حقوق و آزادی کے چیئرمین مومن امین کہتے ہیں "میری رائے میں قوم پرست اپنے اسحقاق محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ جن سے وہ اب تک لطف اندوز ہوتے چلے آرہے ہیں"۔ قوم پرستوں نے اپنی ہڑتال اس وقت ختم کردی جب قومی پارلیمنٹ نے ایک قرارداد منظور کرتے ہوئے وعدہ کیا کہ حکومت ملک میں نسلی گروہوں کے اثر و نفوذ کا جائزہ لے گی۔

مشرقی ترکستان

چین میں بنیاد پرست اسلام مناسب حدود میں

میخائیل گورباچیف کے پرسٹرائیکا (PERESTROIKA) کی مہربانی سے روسی وسط ایشیا میں نئی مساجد اور مدرسے تعمیر کیے جارہے ہیں اور پرانوں کی مرمّت کی جارہی ہے۔ مشرقی یورپ کے ملکوں (اور الگ تھلگ اسٹالن سٹیٹ البانیہ جو اس جانب پیش رفت کرنے والا آخری ملک ہے) میں لوگوں کو اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اب مسئلہ دنیا کے دوسرے طاقتور کمیونسٹ ملک چین کی ڈیڑھ کروڑ مسلم آبادی کا رہ جاتا ہے۔ ماؤ کے ملک سے آنے والی اطلاعات کافی حوصلہ افزا ہیں۔ چین کے دارلحکومت بیجنگ میں مغربی سفارت کاروں کا خیال ہے کہ ملک میں اسلام اور دیگر مذاہب کا اثر و نفوذ بڑھ رہا ہے اور یہ ایک لمبے عرصے میں حکومت کے لیے چیلنج کا باعث ہوسکتا ہے۔ لیکن اس بات کا اعتراف ضروری ہے کہ یہ خیال یا تو سراسر قیاس آرائی پر مبنی ہے یا ذاتی اندازوں پر۔ یہ بات مدّنظر رہے کہ چین

میں کوئی سماجی ادارہ ایسا نہیں ہے جو قابل اعتماد اعداد و شمار مہیا کر سکے۔

غیر جانبدار مبصرین کے جمع کردہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں نئی مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں اور زیادہ سے زیادہ لوگ بڑی سرگرمی سے مساجد میں جانا شروع ہو گئے ہیں۔ ایک کسان کے الفاظ میں "اب پہلے سے زیادہ لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں۔ زیادہ لوگ قرآن پڑھنے کے لیے مساجد میں آتے ہیں اور زیادہ لوگ حج ادا کرنے کے لیے مکہ جاتے ہیں"

مسلم اکثریتی علاقوں بالخصوص ننگسیا (NINGXIA) کے علاقے میں سور کے گوشت اور شراب پر اسلامی پابندی کا وسیع پیمانے پر احترام کیا جاتا ہے۔ اگرچہ شہروں میں نوجوان شاذو نادر ہی نماز ادا کرتے ہیں لیکن وہ غیر مسلم لڑکی کے ساتھ شادی بالکل نہیں کرتے۔

چینی مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی خود اعتمادی کا اندازہ گزشتہ سال اس وقت ہوا جب "جنسی رواج" نامی کتاب کی اشاعت پر جس کا مقصد اسلام کو بدنام کرنا تھا، احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ یہ مظاہرے نہایت منظم تھے۔ حکام نے ان کا فوری نوٹس لیا۔ کتاب پر پابندی عائد کردی اور مصنف اور ناشر کو سزا دی۔ کچھ مسلمان اس واقعہ کو حکومت کی طرف سے ان کے مسائل کے ساتھ ہمدردی کے طور پر پیش کرتے ہے۔ وہ ہوئی (HUI) اقلیت کے ساتھ حکومت کے مناسب سلوک اور دیگر مثالوں کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً ہوئی (HUI) کو ہن (HAN) کے مقابلے میں جو کل چینی آبادی کا 93 فیصد ہیں، دو سال پہلے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ انہیں دو یا تین بچے پیدا کرنے کی بھی اجازت ہے۔ یعنی سرکاری طور پر مقررہ تعداد سے ایک زیادہ۔

مسلمان اپنے متعلق حکومت کی پالیسیوں پر خوش ہیں "ہمیں اسلامی ریاست یا اسلامی قانون کی ضرورت نہیں ہے" ننگسیا (NINGXIA) اسلامی ایسوسی ایشن کے صدر اور ین چوآن (CHUAN YIN) کی مرکزی مسجد کے امام زائی شیر نگ (ZIE SHENZHING) کہتے ہیں "حکومت مسلمانوں کو تعلیم، زراعت اور معیشت میں پہلے ہی بے شمار سہولتیں مہیا کرتی ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ صرف ننگسیا کے علاقے میں اندازاً 3 ہزار امام ہیں جبکہ مزید 5 ہزار نوجوان امام بننے کی تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔

لیکن تمام مسلم اکثریتی علاقوں کی صورت حال ایک جیسی نہیں ہے۔ مثلاً گذشتہ اپریل میں سنکیانگ کے صوبے میں (مسلمانوں کی منظم کردہ) ایک پر تشدد بغاوت بھڑک اٹھی اخبارات نے واقعہ کی مذمت کی اور حکومت نے تشدد کو روکنے کے لیے بروقت کارروائی کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ چینی حکمران اس علاقے میں باغیانہ اسلام کے بڑھنے اور پھلنے پھولنے کی اجازت نہ

دینے کے عزم پر قائم ہیں اور وہ مسلمان رہنماؤں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔

سوویت یونین اور مسلم دنیا

عالمی احیاء اسلام روسی مسلمانوں کے دروازے پر دستک دے رہا ہے

عالمی احیاء اسلام، ایران میں اسلامی انقلاب اور کابل میں کمیونسٹ حکومت کے خلاف بڑھتی ہوئی مخالفت کی وجہ سے روس کو اپنی جنوبی سرحدوں پر اسلامی نشاۃ ثانیہ کے بارے میں سخت تشویش لاحق ہے۔ جب روس نے افغانستان میں جارحیت کا ارتکاب کیا تھا تو مغربی مفکرین نے اسے اسلامی انقلابی نظریات کی روک تھام کے خلاف اس کا ایک جچا تلا اقدام قرار دیا۔ روسی ذرائع ابلاغ، روسی مسلم علاقوں میں بنیاد پرستی کی برآمد کے بارے میں متعدد اطلاعات دے چکے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ کے روسی ماہرین کا مشاہدہ یہ ہے کہ اسلام کے سیاسی کردار نے مسلم دنیا میں جس پیمانے کی قوت رفتار حاصل کر لی ہے۔ روسی حکمران اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ آذربائیجان اور ازبکستان کی حالیہ ہل چل میں نئے مظاہر دیکھنے میں آئے۔ لوگوں کے ایک گروہ نے نام نہاد اسلامی نشان "سبز پرچم" اور ہمسایہ مسلم ملکوں سے بڑی حد تک ملتے جلتے جھنڈے اٹھا رکھے تھے۔ اپنی فطرت کے لحاظ سے یہ تبدیلیاں قوم پرستانہ مزاج کی حامل ہیں۔ لیکن ان تبدیلیوں میں اسلام کے سیاسی کردار کا عمل دخل پا کر روسی ماہرین کے اعصاب چٹختے نظر آتے ہیں۔ اس میدان میں ایک سر کردہ روسی پروفیسر بیلیف (BELYAEV) نے کمیونسٹ پارٹی کے ایک نئے جریدے "ڈائیلاگ" (شمارہ نمبر 6 1990) میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ ان تمام واقعات کو مسلم دنیا، جیسے سعودی عرب، ایران اور تیل پیدا کرنے والے دیگر مسلمان ملکوں کی طرف سے امداد مل رہی ہے۔ "کشادگی" کے آغاز سے بہت سی مذہبی تنظیموں نے اپنی مذہبی ضروریات کے لیے سوویت یونین سے باہر اپنی ہم مذہب تنظیموں کے ساتھ روابط استوار کر لیے ہیں۔ یہ بات غالباً سوویٹ حکام سے چھپی نہیں رہ سکی کہ مکہ میں قائم رابطۂ عالم اسلامی مسلم ورلڈ لیگ نے سوویت مسلمانوں کے لیے مختلف نسلی زبانوں میں قرآن پاک کے نسخے اور اسلامی لٹریچر سرکاری طور پر بھیجنے کا اہتمام کیا ہے۔ بد قسمتی سے پروفیسر بیلیف نے مسئلے کو سیاسی